- حیلہ تملیک اورمتبادل
- سفیرکے کمیشن پرایک شرعی نظر
- مسجدکی زینت اورآرائش پرخرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علماء کرام مسائل ذیل کے بارے میں کیافرماتے ہیں:

- ❖ مداراس ومساجد یامجاہدین کے سفراء کا چندہ کی رقم سے کھاناپینا، یااپنی فیصدی رقم اوریا تنخواہ وغیرہ لیناجائزہے، یانہیں؟
- ❖ صدقات واجبہ کی تملیک کے بعدہر جگہ استعمال کرنادرست ہے، یاتملیک کے بعد بھی ضرورت کے مواقع کودیکھناضروری ہے؟نیزہر مسجد کے لیے حیلہ تملیک کرناجائزہے۔(مثلا: وہ مسجد جس کی ضروریات پوری ہوں، صرف تزئین وغیرہ کے لیے رقم درکارہو، یاوہ مسجد جس کا اپنامحلّہ ،اپنی قوم ہواوران پر مسجد کی تعمیرلازم ہو) توایسی مساجد کے لیے صدقات واجبہ کی تملیک جائزہے، یانہیں؟

الجواب حامداومصليا

سب سے پہلے یہ دیکھناضروری ہے، کہ سفیر کی شرعی حیثیت کیاہے، کیاوہ صرف زکوۃ دہندگان کی طرف سے وکیل ہے، یامدرسہ کے طلباء کا وکیل ہےاوریادونوں کا وکیل ہے؟اور کیاسفیر بمنزلہ عامل ہے؟ اس نکتہ کی وضاحت سے قبل صورت مسئولہ کی بے غبار تشریح نہیں ہوسکتی ہے۔

واضح رہے:

اس مسئلہ میں فقہاء کرام کی عبارتیں مختلف ہیں:

- سفیر بمنزلہ عامل ہے، یہ صرف طلباء کی طرف سے وکیل ہوگا۔عامل ہونے کی حیثیت سے اس کوزکوۃ کی مدسے تنخواہ دینادرست ہے۔

(تفصیل کے لیے کفایت المفتی: ج۴،ص۲۸۶)

- بقول حضرت حضرت مفتی رشیداحمد گنگوہی رحمہ اللہ: یہ طلباء مجہول الکمیت والذات ہونے کے باوجود بھی مہتممین حضرات ان کے وکیل ہیں۔

لہٰذا مہتمم قبضہ کرنے کے بعد امین ہوگا،ان رقوم کو صرف اسی مدمیں استعمال کرے گا،جو مصارف زکوۃ کی مدمیں استعمال کرے گا،تاہم غیر مصارف میں (مثلا: اساتذہ کی تنخواہ وغیرہ)استعمال کرنے کے لیے حیلہ تملیک کرے گا۔

(تفصیل کے لیے فتاوی خلیلیہ: ص۱۵۴،بحوالہ فتاویٰ بینات: ج۲،ص۶۷۹)

- معطیین کے حق میں اہل مدرسہ بیت المال کے عمال کے مثل ہیں، طلبہ اورآخذین کی طرف سے وکلاء ہیں۔لہذانہ اس پرزکوۃ واجب ہوگی اورنہ ہی معطیین واپس لے سکتے ہیں۔

(حضرت سہارنپوریؒ، فتاویٰ خلیلیہ)

- حضرت گنگوہیؒ نے مہتمم کو طلبہ کا وکیل بنایاہے۔

(تذکرۃالرشید: ص۱۶۴، بحوالہ فتاوی قاسمیہ: ۹۱/۱۱)

- مدرسہ کا سفیرعامل کے حکم میں نہیں ہے۔لہذا اس کو زکوۃ کی مدسے تنخواہ دینے سے زکوہ آدانہ ہوگی۔

اوراسی طرح چندہ سے کمیشن بھی درست نہیں ہے، کیونکہ کل رقم مجہول ہونے کی وجہ سے اجارہ فاسدہ ہوگا۔بلکہ بہتر یہ ہے کہ ان کی تنخواہ مقرر کی جائے۔

(تفصیل کے لیے فتاوی مفتی محمود: ص۳۵۱، کتاب الزکوۃ)

- کمیشن پر سفیر کواجرت دینے میں دوشرعی قباحتیں ہیں:

کل چندہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اجرت فاسدہ ہے۔۔۔۔۔اجیر کواجرت اس کے عمل سے دینادرست نہین۔

(تفصیل کے لیے جامع الفتاوی: ج٦، ص۴۱۰)

- تنخواہ مقرر کی جائے۔اگریوں کہاجائے: ایک لاکھ چندہ کیا، تو تنخواہ سے علاوہ ایک ہزارمزیدرقم ملے گی ،توبھی حرج نہیں ہے۔

(تفصیل کے لیے فتاویٰ محمودیہ: ماخوذازجامع الفتاویٰ، مذکورہ بالاحوالہ)

- سفیر کوزکوۃ کی رقم اپنی ذاتی استعمال میں لانادرست نہیں ہے۔

(فتاوی رحیمیہ: کتاب الزکوۃ، ج۷)

- سفیرعامل کے حکم میں نہیں ہے، لہذاجب تک مہتمم مزکین کی طرف سے مستحقین پر خرچ نہ کرے توزکوۃآدانہ ہوگی۔

(امدادالفتاوی: کتاب الزکوۃوالصدقاۃ، ج۲)

- سفیر کو عامل پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ سفیر صاحب مال کی طرف سے وکیل ہے، جب کہ عامل فقراء کی طرف سے وکیل ہے۔

(خیر الفتاویٰ: ص۴۲۸، ج۶)

- کمیشن پر چندہ کرنا درست نہیں ہے:

* **اجرت من العمل:** اپنے نفس کے عمل پر اجرت لینا (قفیز الطحان کی طرح) درست نہیں ہے۔

* **عجز عن العمل:** یعنی جب تک دوسرا چندہ نہ دے گا، یہ خود حصول کرنے پر قادر نہیں ہے۔

- سفیر کو زکوۃ کی رقم اجرت میں دینا درست نہیں ہے۔

(تفصیل کے لیے مسائل رفعت قاسمی: مسائل زکوۃ:)

- مہتممین اور سفراء طلباء کی طرف سے وکیل ہوں گے، لہٰذا ان کا قبضہ طلباء (موکل) کا قبضہ شمار ہوگا۔

(تفصیل کے لیے فتاویٰ بینات: ج۲، ص۶۶۹)

عامل اور سفیر میں فرق:

- ✓ عامل حکومت کا نمائندہ ہوتا ہے، سفیر صرف ایک ادارہ کا نمائندہ ہوتا ہے۔
- ✓ عامل ہر کسی سے پوری زکوۃ وصول کر سکتا ہے، سفیر کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔
- ✓ عامل کو قوت عسکری حاصل ہے، سفیر کو نہیں۔
- ✓ عامل ہر صاحب نصاب سے زکوۃ وصول کرتا ہے، سفیر نہیں کر سکتا ہے۔
- ✓ عامل کے پاس صحیح طریقہ سے نظام حکومت کے تحت پہلے سے بیت المال موجود ہوتا ہے، سفیر کے پاس نہیں ہوتا ہے۔
- ✓ عامل کی رقم کا استعمال نظام حکومت کے تحت ہوتا ہے، سفیر کے پاس یہ نظام نہیں ہے۔
- ✓ عامل کی رقم بیت المال کے مخصوص حصہ (عشر و زکوۃ) میں جمع ہوتا ہے، جب کہ سفیر کے پاس بیت المال کے مخصوص حصے نہیں ہے۔

(تفصیل کے لیے فتاویٰ قاسمیہ: ج۱۱، ص۱۹)

- **<u>کیا مہتمم کو امیرالمومنین کا درجہ حاصل ہے؟</u>**

امیر المومنین کو ولایت عامہ اور قوت عسکری دونوں حاصل ہیں، جب کہ مہتمم اور ذمہ دار کو قوت ارادی حاصل ہوتی ہے۔ صرف قوت ارادی پر کسی کو امیر المومنین نہیں بنایا جاسکتا ہے۔

<u>اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے:</u>

اگر سفیر یا مہتمم کو زکوۃ دہندگان کی طرف سے وکیل تسلیم کیا جائے، تو قبضہ وکیل کی وجہ سے زکوۃ آدا نہ ہو گی، جب تک اسے مصارف زکوۃ میں صرف نہ کیا جائے، دوسرا یہ ہے کہ حولان حول کی صورت میں چونکہ جمع شدہ رقم تاحال زکوۃ دہندہ گان کی ملک شمار ہوتی ہے اس لیے انہی رقوم پر دوبارہ زکوۃ واجب ہو گی۔ اور مورث کی وفات کی صورت میں میراث جاری ہو گی۔ اور اگر طلباء کی طرف سے وکیل ہو، تو اس میں چند سوال پیدا ہوتے ہیں:

- کیا مہتممین حضرات طلباء کے وکیل ہیں؟
- کیا توکیل کے بغیر وکالت ہو سکتی ہے؟
- اگر فارم پر دستخط لینے سے وکیل بنایا جاسکتا ہے، تو اسے جبری وکیل نہیں کہا جائے گا؟
- عموما مدارس کا چندہ شعبان اور رمضان میں ہوتا ہے، اس وقت طلباء (موکلین) نہیں ہوتے ہیں، توکیل چہ معنی دارد؟
- نئے آنے والے طلباء نے تو جمع شدہ رقم میں وکیل نہیں بنایا ہے، تو یہ رقم کس کی ملک شمار ہو گی؟
- اساتذہ کی تقرری کا اختیار موکل (طلباء) کو ہونا چاہیے، کیونکہ تنخواہیں ان کے پیسوں سے دی جاتی ہیں، حالانکہ طلباء اساتذہ کے عزل و تقرری کا اختیار نہیں ہے۔

<u>عبارتوں پر صرف نظر کرتے ہوئے خلاصہ یوں ہو گا:</u>

سفیر طلباء کی طرف سے وکیل اور امین ہو گا جیسا کہ حضرت گنگوہیؒ وغیرہ کا فتویٰ ہے۔

سفیر یا مہتمم طلباء اور زکوۃ دہندگان دونوں کی طرف سے وکیل ہو گا، جمع شدہ رقم کی حیثیت بیت المال کی ہو گی۔

طلباء کی وکالت کرتے ہوئے زکوۃ دہندگان کی زکوۃ آدا ہو گی۔ اگرچہ طلباء کو باقاعدہ نہ دیا جائے، تب بھی مکمل قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے مالک کا اختیار سلب شمار ہو گا۔ معطیین کے حق میں اہل مدرسہ بیت المال کے عمال کے مثل ہیں طلبہ اور آخذین کی طرف سے وکلاء ہیں۔ لہذا نہ اس پر زکوۃ واجب ہو گی اور نہ ہی معطیین زکوۃ واپس لے سکتے ہیں۔ اور معطین کے وکیل ہونے کی وجہ سے طلبا پر خرچ ہونے سے قبل بلا تعدی اگر ہلاک ہو جائے، تو تاوان

لازم نہ ہوگا۔ طلبہ نے مہتمم کے اہتمام وانتظام اور قوانین کو تسلیم کرکے داخلہ لیاہے، گویایوں کہ دیاہے کہ آپ میرے وکیل ہے۔

(تفصیل کے لیے فتاوی خلیلیہ: ص۳۱۹، بحوالہ فتاوی قاسمیہ: ج۱۱، ص۹۱)

(تفصیل کے لیے فتاویٰ محمودیہ ۹/۵۱۴، بحوالہ فتاوی قاسمیہ: ج۱۱، ص۹۱)

واضح رہے:

حضرت مفتی شفیع رحمہ اللہ نے اپنے سابقہ فتویٰ سے رجوع کیاہے۔ (کہ سفیر صرف زکوۃ دہندہ کی طرف سے وکیل ہے۔)

اکابر نے مجہول الذات ومجہول الکمیۃ کے باوجود بھی مہتمم کو طلباء کا وکیل تسلیم کیاہے، اگر شوال میں نئے آنے والے طلباء کی طرف سے وکیل ہوگا، تو معلوم الذات ومعلوم الکمیۃ کے باوجود وکیل بننے میں کیاحرج ہے۔

(تفصیل کے لیے فتاویٰ قاسمیہ: ج۱۱، ص۱۹)

خلاصہ:

صاحب خیر زکوۃ کی رقم دے کر کہہ دے: یہ طلبہ کی فلاں ضرورت میں خرچ کردے، تو دونوں کی طرف سے وکیل ہوگا۔ صاحب خیر بغیر کسی صراحت کے زکوۃ دیدے، توایسی صورت میں بھی معطیین اور طلبہ دونوں کا وکیل ہوگا۔

صاحب خیر امداد کی رقم دیدے، توایسی صورت میں صرف معطی کا وکیل ہوگا۔

سوال: صرف تنخواہ سے دوخرابی لازم آتی ہیں:

کام کرنے میں کوتاہی کرے گا، دوسرا یہ کہ کھاناپینااور دیگر ذاتی خرچہ مدرسہ کی مد سے کرے گا۔ مقررہ فیصد کے اعتبار سے کام بھی ہوگا اور خرچہ بھی اپناہوگا۔ اسی چیز مدنظر رکھتے ہوئے جائز صورت یہ ہے کہ سفیر کی تنخواہ مقرر کرے، زیادہ محنت پر تعین کیے بغیر کچھ انعام دیاکرے۔ لیکن یاد رہے: انعام امدادی فنڈ سے دیاجائے، زکوۃ کی رقم سے نہ دے۔

(تفصیل کے لیے فتاویٰ نوازل: ج۱۴، ص۱۶۴)

(کذافی فتاویٰ محمودیہ: ج۴، ص۴۷۴)

(ھکذا فی فتاویٰ احیاء العلوم : ج۱، ص ۳۳۴، بحوالہ نوازل : ج ۱۴، ص ۱۶۴)

(تفصیل کے لیے خیر الفتاویٰ : احکام المدارس، ج٦)

(کذا فی احسن الفتاوی : ج۷، ص ۲۷۷، بحوالہ خیر الفتاویٰ : احکام المدارس، ج٦)

"إذا وقع عقد الإجارة صحيحا على مدة أو مسافة وجب تسليم ما وقع عليه العقد دائما مدة الإجارة. كذا في المحيط.وتسليم المعقود عليه في الإجارة هو التمكين من الانتفاع به وذلك بتسليم المحل إليه بحيث لا مانع من الانتفاع به-----"

(الفتاوى الهندية:الباب الثانی عشرفی صفةتسلیم الاجاره:ج۴)

(كذافی فتاوی محمودیہ:ج١٦ ،باب اجرة الدلال والسمسار)

کھانے وغیرہ کی ضرورت ہو، ذاتی رقم ساتھ نہ ہو، کسی سے قرض لے، یا غیر واجب التملیک رقم سے اپنی ضرورت پوری کرے، اس صورت میں مہتمم سے باقاعدہ اجازت ضروری ہے۔ مہتمم سفیر کو اپنی طرف سے وکیل بالتصرف بناسکتاہے، یا استقراض کی اجازت دے سکتاہے۔

(تفصیل کے لیے : (فتاوی قاسمیہ : ۲۰۹/۱۱)

حیلہ تملیک:

مقصود حق کی رضا ہو، تو حیلہ باعث ثواب ہے۔ دورحاضر میں ایک طرف زن ، زر کی محبت ہے، لوگوں نے مدارس ومساجد پس پشت ڈال رکھے ہیں، مال کی محبت نے لوگوں کو کار خیر سے کوسوں دور کردیا ہے، عطیات اور صدقات نافلہ سے ان شعائر کو باقی رکھنا اب جوئے شیرلانے کے مترادف ہوگیاہے۔ اس لیے علماء نے اس مجبوری کے پیش نظر حیلہ کو مستحسن اوراچھاقرار دیاہے۔

چنانچہ فتاوی تاتارخانیہ میں رقمطراز ہے :

"كل حيلة يحتال بهاالرجل ليتخلص بها عن حرام ،أويتوصل بهاالی حلال فهی حسنة---"

(۳۱۱/۱۰، بحوالہ فتاوی قاسمیہ : ۱۳۴/۱۱)

(کذا فی المحیط البرھانی، کتاب الحیل ،الفصل الاول : جواز الحیل وعدمھا : ٦٧/۲۱)

حیلہ تملیک کی اجازت کہاں تک؟

حیلہ تملیک ہر دینی کام کے لیے جائز نہیں ،بلکہ ایسادینی کام جس کے بغیر اسلامی معاشرہ خطرہ میں پڑسکتاہو اور زکوۃ کا پیسہ اس میں خرچ کیے بغیر چلنا ممکن نہ ہو، تب حیلہ تملیک کرکے اس میں رقم صرف کرنے کی گنجائش ہے۔

"ليس من أخلاق المؤمنين الفرار من أحكام الله بالحيل الموصلة الى ايصال الحق---"

(عمدۃ القاری: ۱۰۹/۲۴)

(بحوالہ فتاویٰ قاسمیہ: ۵۲۶/۱۰)

حیلہ تملیک کا مطلب:

غیر مصارف زکوۃ کو زکوۃ کی رقم دینا، چونکہ فرض کی محل میں تبدیلی محض ضرورت کی بنا پر کی جاتی ہے، لہذا تملیک کے بعد بھی وہاں رقم خرچ کی جائے، جہاں ضرورت ہو۔ (مثلا: مدارس ومساجد کی تعمیر اور اساتذہ کی تنخواہیں وغیرہ)

"والحيلة لمن أراد ذلك أن يتصدق بمقدار زكاته على فقير، ثم يأمره بعد ذلك بالصرف إلى هذه الوجوه، فيكون لصاحب المال ثواب الصدقة، ولذلك الفقير ثواب هذه القُرَب---"

(المحيط البرهانى:جلد ۳،ص:۴۹۳)

"وَقَدْ بَيَّنَّاهُ مِنْ قَبْلُ وَالْحِيلَةُ فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى الْفَقِيرِ ثُمَّ يَأْمُرَهُ أَنْ يَفْعَلَ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ فَيَحْصُلَ لَهُ ثَوَابُ الصَّدَقَةِ وَيَحْصُلَ لِلْفَقِيرِ ثَوَابُ هَذِهِ الْقُرَبِ----"

(تبين الحقائق:باب المصرف:ج۱،ص۳۰۱)

"ذهب الفقهاء إلى أنه لا يجوز دفع الزكاة إلى أصله وإن علا ولا إلى فرعه وإن سفل وإن كانا معسرين والحيلة عند الحنفية في جواز ذلك مع الكراهة أن يتصدق بها على الفقير ثم يصرفها الفقير إليهما---"

(الموسوعة الفقهية:فى مصرف الزكاة،جلد۳۶)

واضح رہے: دینی شعائر کی بقا کے لیے یہ حیلہ کیا جاتا ہے، اس کو فقہاء نے ایک پسندیدہ عمل کہا ہے۔

مسجد کی زیب وزینت اور آرائش:

حیلہ چونکہ ضرورت کی بنا پر کیا جاتا ہے، اس لیے تملیک شدہ رقم سے مسجد کا نقش ونگار درست نہیں اور نہ ہی کوئی غیر ضروری کام میں صرف کرنا جائز ہے، جس کی ضرورت شدیدہ نہ ہو۔

علم فقہ کے دو مشہور ضابطے:

الضرورات تبيح المحظورات۔
ماابيح للضرورة يقدربقدرها۔
(تفصیل کےلیے الاشباه والنظائر)

مسجد کی نقش ونگار میں وقف کا مال لگانے سے متولی ضامن ہوگا۔

(جامع الفتاویٰ: ج۹، ص۸۷)

اپنامال لگانا بھی صرف جائز ہے مسنون یا مستحب نہیں ہے۔ مساکین پر صرف کرنا زیادہ بہتر ہے۔

تفصیل کے لیے: (احسن الفتاویٰ: ج۶، ص۴۵۹، بحوالہ جامع الفتاویٰ: ج۹، ص۸۷)

حیلہ سے تملیک شدہ رقم کا مسجد کی زینت کے لیے درست نہیں ہے۔

(تفصیل کے لیے فتاویٰ محمودیہ: ج۱۵، ص۲۵۶)

(کذافی فتاویٰ نوازل: ج۱۳)

"لا بأس بنقش المسجد بالجص والساج وماء الذهب، والصرف إلى الفقراء أفضل، كذا في السراجية. وعليه الفتوى، كذا في المضمرات. وهكذا في المحيط."

(الفتاویٰ الھندیہ:الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلۃ:ج۴،ص۳۱۹)

"ولا بأس بنقش المسجد بالجص والساج وماء الذهب لأن تزيين المسجد من باب تعظيمه لكن مع هذا تركه أفضل لأن صرف المال إلى الفقراء أولى وإليه أشار عمر بن عبد العزيز رضي الله عنهما - حين رأى مالا ينقل إلى المسجد الحرام فقال المساكين أحوج من الأساطين وكان لمسجد رسول الله - صلى الله عليه وسلم - جريد النخل وهذا إذا نقش من مال نفسه فأما من مال المسجد فلا ينبغي أن يفعل ولو فعل القيم من مال المسجد قيل إنه يضمن."

(بدائع الصنائع:کتاب الاستحسان:ج۵،ص۱۲۷)

تاہم اگر مسجد کی آمدنی زیادہ ہو، اس کی ضیاع کا اشد خطرہ ہو، تو مسجد کی زیبائش اور خوبصورتی میں صرف کرنا درست ہے۔

قال فی "البحر الرائق":

"فان اجتمعت أموال المساجد ،وخاف الضیاع بطمع الظلمۃ فیھا،لابأس بہ حینئذ..."

(کتاب الصلوٰۃ :باب مایفسدالصلوٰۃ ومایکرہ)

(تفصیل کے لیے:فتاویٰ محمودیہ:۲۵۸/۱۵)

سرمایہ دار محلّہ میں تملیک شدہ رقم:

اسی طرح کسی محلّہ میں مال دار لوگ ہو، وہ اپنی ذاتی رقم سے مسجد کی تعمیر کرے، تملیک شدہ رقم کو تعمیر میں استعمال نہ کریں۔ اگر وہ دینے پر راضی نہ ہو، تو دیگر ذرائع سے عطیات وصول کر کے تعمیر پر خرچ کرے، بصورت دیگر (تعمیر کی کوئی صورت عطیات و نفلی صدقات کی شکل میں ممکن نہ ہو) حیلہ تملیک کی رقم صرف کرے۔

(تفصیل کے لیے زکوۃ کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا: ص ۴۴۲)

حیلہ تملیک کا متبادل:

- مدرسہ کی سالانہ آمدن کا اندازہ لگالیں، اسی کے بقدر طلباء پر فیس مقرر کی جائے۔

یادرہے: حضرت تھانویؒ کو یہی رائے پسند ہے۔ فتاوی قاسمیہ: ۱۴۸/۱۱)

- کسی غریب سے کہا جائے: تو قرض (مثلا: دس لاکھ) لے کر مدرسہ کو عطیہ دیں اور زکوۃ کی رقم اسے دی جائے۔
- زکوۃ کی رقم کسی فقیر کو دیا جائے، اس کو مدرسہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی جائے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

السید کلیم اللہ الحرمزئی۔